

تراویح اور تہجد

دو مختلف نمازیں

افادات

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

تحقیق و تخریج

مولانا ندیم احمد انصاری

ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

ناشر

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

تراویح اور تہجد دو مختلف نمازیں

افادات

فقہ انیس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

تحقیق و تخریج

مولانا ندیم احمد انصاری

ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

ناشر

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

فہرست مضامین

☆	توثیق	۳
☆	تقریظ	۴
☆	پیش لفظ	۵
☆	دعائیہ کلمات	۷
☆	تقریظ	۸
☆	عرض مرتب	۱۰
۱	تراویح کسے کہتے ہیں؟	۱۲
۲	تہجد کسے کہتے ہیں؟	۱۳
۳	تراویح اور تہجد میں فرق	۱۳
۴	حدیث میں قیام رمضان (تراویح) کا ذکر	۱۴
۵	تہجد کی فرضیت منسوخ ہونے کے بعد	۱۵
۶	تراویح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت قرار دیا ہے	۱۷
۷	تہجد کا وقت	۱۸
۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نماز تراویح	۱۸
۹	بارہ رکعات اور وتر	۲۳
۱۰	تیرہ رکعات کا ذکر	۲۴
۱۱	رمضان کے آخری عشرے میں شدت اجتہاد	۲۵
۱۲	گیارہ رکعات	۲۶
۱۳	نتیجہ	۲۸
۱۴	صحابیؓ کا فعل	۳۰
۱۵	چند نکات	۳۱
۱۶	الحاصل	۳۲

توثیق

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب بلند شہری مدظلہ

مفتی دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمین، والعاقبة للمتقین، والصلوة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین، وعلی آلہ وسائر اصحابہ وازواجه ومن تبعہم باحسان الی یوم الدین، وبعد:

مخدوم العلماء ومطاع الفضلاء، مجمع الکمالات، منبع الحسنات، امام ربانی مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعہ کے رسالہ مبارکہ ”تراویح اور تہجد: دو مختلف نمازیں“ کو پڑھا، بلکہ بغور مطالعہ کیا۔ آپ نے اس رسالہ کی تخریج و تبویب میں جو کچھ عرق ریزی انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ فرمائی ہے، اس کو دیکھ کر دل سے دعا نکلی۔ اللہ پاک قبول فرمائے اور جمیع اہل اسلام خاص و عام کو نفع بخشے۔ خصوصاً باب التراویح میں سب کو ہی مسلک حق یعنی اہل سنت والجماعت اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ ہر امر میں اتباع سنت کی دولت عظیمہ سے سرفراز کرے۔ مکارہ سے محفوظ رکھے، آمین۔ فقط

ہذا ما کتبہ احقر الزمن العبد محمود حسن بلند شہری

غفر الله لوالديه واحسن اليهما واليه

خادم دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

۱۱/ربیع الاول ۱۴۳۴ھ الموافق ۲۴/۱/۲۰۱۳ء یوم الخمیس

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد اسلام صاحب قاسمی مدظلہ

استاذ حدیث و صدر شعبہ عربی ادب، دارالعلوم وقف، دیوبند

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”تراویح اور تہجد: دو مختلف نمازیں“ کتاب کے عنوان سے ہی اس کا موضوع ظاہر ہے۔ یہ کتاب دراصل قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے افادات کا مجموعہ ہے، جس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ تہجد اور رمضان المبارک کے مہینے میں قیام اللیل یعنی تراویح دو الگ الگ نمازیں ہیں۔ احادیث کی روشنی میں دونوں نمازوں کے فرق کو واضح کیا گیا ہے، ساتھ ہی فقہی کتابوں سے اس کی تفصیل اور دلائل شامل کیے گئے ہیں۔

فقیہ النفس حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان افادات کو مولانا ندیم احمد صاحب نے تسہیل و نئی ترتیب کے ساتھ مرتب کیا ہے، جس میں احادیث کے حوالوں میں مزید وضاحت کی گئی ہے اور بعض جگہوں پر عربی عبارتوں کے ترجمے بھی شامل کر کے عام قارئین کے لیے آسان کر دیا گیا ہے۔

مرتب کتاب مولانا ندیم احمد صاحب صالح اور قابل نوجوان ہیں، اور عوامی ضرورت کے تحت دینی کتابوں اور علمی تالیفات کو سہل انداز میں پیش کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں، اس سے قبل چند تالیفات مرتب کر کے شائع کر چکے ہیں۔ اچھی صلاحیت اور عمدہ سلیقے کے حامل مرتب کی ان تمام تر مساعی کے لیے ہم اللہ سے اجر اور مقبولیت کی دعا کرتے ہیں۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

محمد اسلام قاسمی

استاذ حدیث و ادب عربی دارالعلوم وقف دیوبند

پیش لفظ

حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب رحمانی مدظلہ
جنرل سکریٹری فقہ اکیڈمی ہند و ناظم المعهد العالی الاسلامی، حیدرآباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رمضان المبارک کا مہینہ روزہ اور تراویح کا مہینہ ہے، مسلمان نماز، تلاوت وغیرہ تو دوسرے مہینوں میں بھی کرتا ہے؛ لیکن روزہ اور تراویح یہ دو ایسی عبادتیں ہیں، جو رمضان المبارک ہی میں ادا کی جاتی ہیں اور بندہ مومن ان کے ذریعہ اللہ کا قرب اور محبت حاصل کرتا ہے۔ اللہ کے کتنے ہی خوش نصیب بندے ہیں، جو رمضان المبارک میں دن کے روزے اور رات میں تہجد اور تراویح کے ذریعہ اللہ کو راضی اور خوش کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

ائمہ اربعہ کی متفقہ رائے ہے کہ تراویح کی نماز ۲۰ / رکعات ہے اور تہجد کی آٹھ رکعتیں اس کے علاوہ ہیں، جو سال کے ۱۲ / مہینے پڑھی جاتی ہیں (المغنی: ۱/۴۵۶) اور حریم شریفین میں بھی آج تک ۲۰ / رکعات کا معمول ہے۔ ادھر کچھ عرصہ سے یہ اختلاف پیدا کیا جا رہا ہے کہ تراویح کی نماز بیس رکعتیں ہیں یا آٹھ؟۔۔۔ اس اختلاف کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ احادیث میں تراویح کو بھی قیام لیل سے تعبیر کیا گیا ہے اور تہجد کو بھی۔ اس سے اشتباہ پیدا کیا جاتا ہے اور امت کا ایک طبقہ اس اختلاف کو بڑھا

چڑھا کر پیش کرتا ہے، وہ یہی باور کراتے ہیں کہ تہجد اور تراویح دونوں ایک ہی نمازیں ہیں، عام مہینوں میں آخری شب میں آپ ﷺ کے پڑھنے کا معمول تھا اور رمضان المبارک میں بعد عشاء؛ حالاں کہ یہ سلف صالحین کی رائے کے برخلاف ہے۔ چنانچہ مختلف اہل علم نے اس موضوع پر گراں قدر تالیفات کے ذریعہ اس کی حقیقت واضح فرمائی ہے۔

مولانا ندیم احمد انصاری صاحب کو اللہ تعالیٰ جزاء خیر دے کہ انھوں نے بھی اس موضوع پر مختصر مگر جامع اور مفید رسالہ تحریر کیا ہے، جو حضرت گنگوہیؒ کے افادات کی تخریج، ترتیب اور تسہیل ہے۔ جس میں مختلف پہلوؤں سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ تراویح اور تہجد دونوں الگ الگ نمازیں ہیں، ایک نہیں۔

اس طرح کے موضوعات پر مولانا موصوف نے متعدد رسائل تحریر کیے ہیں، جن کو اہل علم نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے اور اختصار اور آسان زبان کی وجہ سے عامۃ المسلمین کو ان سے بڑا نفع پہنچ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور ان کے لیے ذخیرہ آخرت فرمائے۔ آمین۔ وبالله التوفیق وہو المستعان

خالد سیف اللہ رحمانی

۱۷ / ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

۳۰ / جنوری ۲۰۱۳ء

خادم: المعهد العالی الاسلامی، حیدرآباد

دعاۓ کلمات

حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہ

شیخ الحدیث و صدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل، گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامداً و مصلیاً و مسلماً:

قرآن وحدیث کے طالب علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ تراویح اور تہجد دو الگ الگ نمازیں ہیں، ان دونوں کے ایک ہونے کا دعویٰ یا تو متعصب کر سکتا ہے، یا قرآن وحدیث سے نابلد و ناواقف۔

اس موضوع پر جامع المنقول و المعقول، منبع الخیرات والحسنات امام ربانی حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کا نہایت ہی جامع بصیرت افروز بابرکت مضمون تالیفات رشیدیہ میں موجود ہے، جس کو عزیزم مولوی ندیم احمد حفظہ اللہ تعالیٰ بعض عربی عبارتوں اور بعض مقامات میں اردو ترجموں کے اضافوں اور کچھ کتابت و طباعت کی اغلاط کی تصحیح کر کے علاحدہ کتابچہ کی شکل میں جو یان حق کی خدمت میں پیش کرنے جارہے ہیں۔ میں دعا گو ہوں کہ یہ مضمون مستلشین صراط مستقیم کے لیے راہنما و ہر ثابت ہو اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ (اسے) اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے، آمین۔ فقط

العبدا احمد خانپوری

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

تقریظ

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب فتنچوری مدظلہ

مفتی اعظم مہاراشٹر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تراویح اور تہجد دو مختلف نمازیں ہیں، دونوں ہی نمازیں مسنون ہیں، لیکن ان کی اہمیت دوسرے سنن و نوافل کے بالمقابل کہیں زیادہ ہے، تاہم ان میں واضح فرق بھی پایا جاتا ہے۔ تہجد پہلے فرض تھی، مگر بعد میں اس کی فرضیت منسوخ ہو گئی، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کے طور پر آپ کے لیے یہ حکم باقی رہا۔

قرآن کریم میں ہے:

فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴿۹﴾

تراویح کا تعلق رمضان المبارک سے ہے۔ خلافت راشدہ سے لے کر آج تک امت پابندی سے بیس رکعات تراویح پڑھتی چلی آرہی ہے۔ تہجد کی کوئی حد نہیں ہے، عموماً آٹھ یا بارہ رکعتیں پڑھنے کا معمول اسلاف کا رہا ہے، لیکن اگر کبھی کبھار کسی نے بنیت تہجد دو یا چار رکعات پر اکتفا کر لیا، تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

(ایک طبقہ نے) کچھ عرصہ سے تہجد اور تراویح کو ایک کہنا شروع کر رکھا ہے۔ یہ طبقہ تراویح میں بھی امت کی متفقہ طرز عمل سے ہٹ کر آٹھ رکعات کا قائل ہے۔ چوں کہ ان کے پاس (اپنے موقف کی) کوئی صحیح دلیل نہیں ہے، اس لیے حضرت عائشہ

عرض مرتب

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد:

آج چہار جانب فتنوں کا دور دورہ ہے اور ہر انسان اپنے مدمقابل کو زیر کرنے میں لگا ہے، بلا اس غور و فکر کے کہ خطا کس کی ہے۔ ان حالات میں ضروری ہے کہ غیر جانبداری کے ساتھ مثبت انداز میں امت کے اختلافی مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جائے، تاکہ اسلامی اخوت پھر سے قائم ہو سکے۔

زیر نظر رسالہ ”تراویح اور تہجد: دو مختلف نمازیں“ اسی ضرورت کے پیش نظر ترتیب دیا گیا ہے، جو کہ اصلاً قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ کے افادات کا مجموعہ ہے، جس میں راقم الحروف کی خدمت صرف تخریج، و تسہیل کی حد تک ہے۔ اس میں ان حضرات کے لیے ثنائی و وافی جواب ہے، جو گمان کرتے ہیں کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں اور پھر بزعم خود بعض غلط دعوی داری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

راقم الحروف نے مندرجہ ذیل باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے اس مجموعہ کو از سر نو مرتب کیا ہے:

- ☆ جہاں احادیث کے حوالوں میں صرف متعلقہ کتاب کا نام درج تھا، وہاں اصل کتاب سے رجوع کر کے مکمل حدیث نمبر کی وضاحت کر دی ہے۔
- ☆ بعض جگہوں پر عربی عبارتیں نہیں تھیں، وہاں اس کا اضافہ کیا گیا ہے۔
- ☆ بعض مقامات پر اردو ترجمہ نہیں کیا گیا تھا، اس ترتیب نو میں ان عبارات کا

رضی اللہ عنہا کی ایک روایت --- جس کا تعلق تہجد سے ہے اور اس میں آٹھ رکعات اور تین تین رکعات وتر کا تذکرہ ہے --- یہ لوگ اس سے استدلال کرتے ہوئے کوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس روایت سے آٹھ رکعات تراویح ثابت ہے۔ مگر روایت میں رمضان وغیر رمضان کے الفاظ ہیں، اسی لیے جب یہ کہا جاتا ہے کہ اگر (اس سے) تراویح مراد ہے تو پھر غیر رمضان کا ذکر کیوں آیا؟ اس وقت ان کے پاس کوئی جواب نہیں رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب انہوں نے یہ پروپیگینڈہ شروع کر رکھا ہے کہ تراویح اور تہجد؛ دونوں ایک ہیں۔

اس سلسلے میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے ایک مدلل رسالہ تحریر فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مولانا ندیم احمد سلمہ کو، جنہوں نے تہذیب و تسہیل کے ساتھ اس رسالہ کو شائع کرنے کی ہمت کی۔ اللہ اس کو امت کے لیے مفید اور نافع بنائے اور جو لوگ امت میں انتشار کرنا چاہتے ہیں، ان کو ناکام کرے۔ آمین

حررہ العبد عزیز الرحمن عفی عنہ

۱۶ شوال ۱۴۳۲ھ

ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے۔

☆ کتابت و طباعت میں بعض اغلاط تھیں، انہیں اصل کتب سے ملا کر صحیح کر دیا گیا ہے۔

☆ اصل مضمون سے قبل ایک مختصر مگر ضروری تمہید کا اضافہ کیا گیا ہے۔

اللہ پاک اس کاوش کو قبول فرمائے، صاحب افادات کے درجات عالیہ کو مزید بلند فرمائے اور مرتب کے لیے بھی اس رسالہ کو دنیا و آخرت میں سرخروئی کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

اہل علم حضرات کوئی خامی دیکھیں تو ضرور مطلع فرمائیں اور اللہ اسے مرتب کے اسلاف کی جانب ہر گز منسوب نہ فرمائیں۔

بندہ ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ

بروز پیر، بعد نماز ظہر

۱۹ شوال المکرم، ۱۴۳۴ھ

جنت کا پروانہ!

مولانا ندیم احمد انصاری عامل

(ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، ممبئی، انڈیا)

رحمت کی چادر تان کر، رمضان آیا مومنو
 بخشش کرانے آپ کی، رمضان آیا مومنو
 جنت سچی ہے، دھوم ہے، رمضان آیا مومنو
 بن کر سراپا مغفرت رمضان آیا مومنو
 سارے شیاطین قید ہیں، دوزخ کا منہ بھی بند ہے
 کر لو عبادت رب کی اب، رمضان آیا مومنو
 روزہ، تلاوت میں رہو، تم مُنہ بک اے مومنو
 دینے سبق تقوے کا پھر، رمضان آیا مومنو
 افطار میں تم خوش رہو، جنت ملے گی، اس سبب
 جنت میں لے جانے تمہیں، رمضان آیا مومنو
 اک رات ہے اس ماہ میں، عظمت، فضیلت سے بھری
 دینے تمہیں وہ رات بھی، رمضان آیا مومنو
 مالک کا یہ احسان ہے، موقع دیا ہم آپ کو
 رحمت کی چادر تان پھر، رمضان آیا مومنو
 کر لو دعا اپنے لیے، عامل کو بھی دو یہ دعا
 جنت کا ہو پروانہ جو، رمضان آیا مومنو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تراویح کسے کہتے ہیں؟

لفظ تراویح 'ترویج' سے ماخوذ ہے۔ ترویج اصل میں ہر جلسہ (نشست کا نام ہے، لیکن اصطلاحاً رمضان المبارک کی راتوں میں ہر چار رکعات کے بعد بیٹھنے کو ترویج کہا جاتا ہے، کیونکہ لوگ اس وقفہ میں (تھوڑا) آرام کرتے ہیں۔ پھر مجازاً چار رکعات کے مجموعے کو تراویح کہا جانے لگا۔

فی حاشیة الطحطاوی: (قوله: الترویجة الجلسة) فهي المرة الواحدة من الراحة۔ (قوله: ثم سميت بها الأربع رکعات الخ) مجاز الاستراحة بعدها غالباً الخ۔ (1)

جو لوگ آٹھ رکعات تراویح کے قائل ہیں انھیں اپنی اس نماز کے لیے لفظ تراویح استعمال ہی نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ تراویح توجع کا صیغہ ہے، جس کا اطلاق کم از کم تین ترویجوں پر ہی ہو سکتا ہے، جبکہ یہ حضرات دو ترویج کرتے ہیں۔ اس طرح وہ ان آٹھ رکعات کو خواہ کتنا ہی طویل کر لیں، لیکن وہ 'ترویجتان' ہی رہیں گے۔ تراویح کے لیے تو کم از کم تین ترویج ہونے چاہئیں۔

(1) طحطاوی: ۴۱۰، مکتبۃ شیح الہند، دیوبند، وانظر القاموس الوحید: ۶۸۲/۱: کتب خانہ

تہجد کسے کہتے ہیں؟

لفظ 'تہجد' بحدود سے مشتق ہے اور یہ لفظ دو متضاد معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کے معنی سونے کے بھی آتے ہیں اور بیدار ہونے کے بھی۔

ہجد، ہجدو: نام، سونا (ثلاثی مجرد) اور تہجد (باب تفعّل) سو گیا اور ہجد (باب افعال) کے معنی میں ہے، سو گیا اور سلا دیا، یہ لازم بھی ہے اور متعدی بھی۔ (۱)

تراویح اور تہجد میں فرق

بعض حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ تہجد اور تراویح ایک ہی چیز ہے، جبکہ یہ خیال وجوہ ذیل سے باطل ہے:

تراویح

تہجد

(۱) تہجد میں تداویج جائز نہیں۔ (۱) تراویح میں تداویج ہوتی ہے۔

(۲) تہجد کا وقت متعین نہیں، افضل (۲) تراویح کا (اصل) وقت، سونے سے وقت، سونے کے بعد ہے۔ پہلے ہے۔

(۳) نماز تہجد پہلے فرض تھی، اس کے (۳) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کی با بعد وحی الہی نے اس کی فرضیت منسوخ جماعت نماز پر دوام نہ فرمانے کی حکمت کردی اب دوبارہ فرضیت کا خطرہ نہ خشیت فرضیت بیان فرمائی ہے۔ معلوم رہا۔

تہجد کی فرضیت تو پہلے ہی منسوخ کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مطمئن فرما دیا گیا تھا۔

(۱) ترتیب القاموس المحيط: ۲/۲۸۱، مؤسسة الرسالة، بیروت، المعجم الوسیط: ۲/۹۷، کتب خانہ

(۴) تہجد کا حکم قرآن کریم میں ہے: (۴) تراویح کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ ۚ فرماتے ہیں: ان اللہ تعالیٰ کا رکعتوں سے
عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ عَلَيْكُمْ، و سنت
لکم قیامہ۔ یعنی تراویح کا حکم وحی غیر متلو (۱)۔

يَا أَيُّهَا الْمَرْمِلُ ۖ قُمْ الْيَلَّ إِلَّا سَهْوًا ۚ اس میں یہ تاویل بھی نہیں چل
قَلِيلًا ۖ يُصَفِّهِ ۖ أَوْ انْقُصْ مِنْهُ سَكْتًا کہ اللہ تعالیٰ کے نازل فرمودہ حکم کا عملی
قَلِيلًا ۖ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْآنَ طریقہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان
فرمایا ہے، اس لیے کہ اس حدیث میں

بصورت تقابل ارشاد ہے، نیز صوم رمضان
کا عملی طریقہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے
بیان فرمایا ہے۔ مع ہذا صورت تقابل سے
ثابت ہوا کہ حکم صوم وحی متلو سے ہے اور
حکم تراویح وحی غیر متلو سے۔

(۵) تہجد کا حکم مکہ مکرمہ میں ہوا۔ (۵) تراویح کا حکم مدینہ پہنچنے کے بعد ہوا۔
(۶) تہجد کی متعین رکعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم (۶) تراویح کی متعین رکعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم
سے ثابت ہیں۔ سے ثابت نہیں۔

حدیث میں قیام رمضان (تراویح) کا ذکر

نیز حدیث میں تراویح کا نام ”قیام رمضان“ مستقل دلیل ہے کہ یہ تہجد سے
الگ نماز ہے، کیونکہ تہجد رمضان کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اسی لیے محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ

نے تہجد اور تراویح ہر ایک کا باب جدا رکھا ہے۔ کصنیع الامام مسلم وغیرہ۔

صحیح مسلم کے ابواب اگرچہ خود امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے قائم نہیں فرمائے مگر احادیث کی ترتیب و مناسب روایات کو ایک جگہ جمع کرنا تو خود امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ہی کا فعل ہے، نیز تراجم لکھنے والے بھی امام مسلم کے بلند پایہ شاگرد اور مشہور محدثین میں سے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابتداء شب میں اپنے شاگردوں کے ساتھ باجماعت تراویح پڑھتے تھے اور اس میں ایک بار قرآن کریم ختم کرتے تھے اور بوقت سحر تہجد افراد پڑھتے تھے۔ (1)

قال العسقلانی: کان محمد بن اسماعیل البخاری، اذا کان اول لیلة من شهر رمضان مجتمعاً الیه اصحابه فیصلی بهم ویقرأ فی کل رکعة عشرین آية کذا لک الی أن یختم القرآن، وکان یقرأ فی السحر ما بین النصف الی الثلث من القرآن ان یختم عند السحر فی کل ثلاث لیل۔ (2)

آگے ہم قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ کے افادات ہدیہ قارئین کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

تہجد کی فرضیت منسوخ ہونے کے بعد

نماز تہجد اور نماز تراویح، دونوں الگ الگ نمازیں ہیں، ہر دو کی تشریح اور احکام جدا ہیں۔ تہجد، ابتداء اسلام میں تمام امت پر فرض تھا اور ایک سال بعد تہجد کی فرضیت منسوخ ہو کر تہجد تطوعاً رمضان وغیر رمضان میں جاری رہا۔

قال اللہ تعالیٰ: يٰۤاَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ ۚ قُمِ الْيَلَّ الْاَقْلِيلًا ۖ (3)

اے چادر اوڑھنے والے (یعنی رسول اللہ)! رات میں نماز میں کھڑے رہیے۔
امہات المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک طویل حدیث میں فرماتی ہیں
کہ تہجد فرض ہونے کے بعد نفل ہو گیا۔ امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے:

قال، قلت حدثيني عن قيام رسول الله ﷺ بالليل، قالت: الست تقرأ
يايها المزمّل؟ قال: قلت: بلى، قالت: فان اول هذه السورة نزلت، فقام
اصحاب رسول الله ﷺ، حتى انتفخت اقدامهم وحبس خاتمتهافي السماء
اثني عشر شهراً، ثم نزل اخرها، فصار قيام الليل تطوعاً بعد فريضة الخ۔ (1)
راوی نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا کہ
مجھے آنحضرت ﷺ کے قیام لیل کے بارے میں بتلائیے۔ حضرت عائشہؓ نے
فرمایا: کیا تم نے يٰاَيُّهَا الْمُزْمَلُ (سورت کو) نہیں پڑھا۔ میں نے عرض کیا: ہاں
پڑھا ہے۔ انھوں نے فرمایا: جب اس سورت کا اول حصہ نازل ہوا تو آنحضرت
ﷺ کے اصحاب نے قیام لیل کیا، حتیٰ کہ ان کے قدموں پر ورم آ گیا اور اللہ تعالیٰ
نے اس سورت کا آخری حصہ آسمان میں بارہ مہینوں تک روک رکھا، پھر اس کو نازل کیا
اور قیام لیل فرض سے نفل ہو گیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ تہجد ہجرت سے قبل، ابتداء اسلام میں تطوعاً شروع ہو چکا تھا
اور اس پر سب صحابہ تطوعاً رمضان وغیر رمضان میں عمل بھی کرتے تھے اور تراویح کا
اس وقت کہیں وجود نہیں تھا۔ پھر ہجرت کے بعد رمضان کے روزے فرض ہوئے تو
اس وقت رسول اللہ ﷺ نے خطبہ پڑھا اور اس میں یہ ارشاد فرمایا:

جعل الله صيامه فريضة، وقيام ليله تطوعاً الحديث. (2)

(1) سنن ابی داؤد، کتاب التطوع، باب فی صلاة اللیل، حدیث: ۱۳۴۲، اخرجه مسلم، حدیث: ۷۴۶

والنسائی، حدیث: ۱۶۵۲، ۱۶۰۲

(2) مشکاة المصابیح، کتاب الصوم، الفصل الثالث، حدیث: ۱۹۶۵

اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کے روزے فرض کر دیئے اور اس کی راتوں کا قیام نفل۔ اس روایت کو مشکوٰۃ نے 'بیہقی' سے نقل کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ قیام رمضان اس وقت تنفلًا (نفلی طور پر) مقرر ہوا اور اس سے یہ سمجھنا کہ تہجد جو کہ پہلے سے تطوع (نفل) تھا اس کا ذکر فرمایا ہے۔۔۔ بعید ہے۔ کیونکہ اگر یہ مقصود ہوتا تو اس طرح فرماتے کہ نماز تہجد اب بھی نفل ہی ہے، یا اس کے مثل کچھ الفاظ ارشاد فرماتے۔ اس لیے کہ تہجد پہلے سے رمضان میں جاری تھا، پھر اب اس کا ذکر کرنا کیا ضروری تھا؟ جیسا کہ دیگر فرض و نفل نماز کا کچھ ذکر نہیں فرمایا، البتہ! بعض احادیث میں اعمالِ رمضان کی فضیلت ارشاد فرمائی ہے اور اس فقرہ میں کوئی فضیلت کی بات نہیں، بلکہ دوسری نفل نماز کی مشروعیت کا ذکر ہونا ظاہر ہے۔

تراویح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت قرار دیا ہے

دوسری روایت سنن ابن ماجہ کی اس طرح ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کتب اللہ علیکم صیامہ و سنت لکم قیامہ۔ (۱)

فرض کر دیے اللہ تعالیٰ نے روزے اس (یعنی ماہ رمضان) کے اور سنت قرار دیا

میں نے اس کا قیام (یعنی تراویح)۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باذن اللہ تعالیٰ قیام رمضان کو تطوعاً فرمایا حالانکہ تہجد خود حکم خدا تعالیٰ اس سے قبل نفل ہو چکا تھا اور قیام رمضان (تراویح) کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنفل فرمایا۔۔۔۔۔ سو اس سے بھی معلوم ہوا کہ تہجد اور تراویح تشریحا دو نمازیں ہیں کہ دو وقت میں مقرر کی گئی ہیں اور تہجد قرآن کریم سے ثابت ہوا اور تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی احادیث) سے، اور

(۱) سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، باب ما جاء فی حدیث قیام شہر رمضان، حدیث: ۱۳۲۸

رسول اللہ ﷺ نے ہر روز تہجد کو آخر شب میں پڑھا ہے۔

تہجد کا وقت

چنانچہ بخاری و مسلم کی روایت ہے:

عن شعبۃ، عن اشعث قال: سمعت ابی قال: سمعت مسروقاً: سألت عائشة رضی اللہ عنہا: ای العمل کان احب الی النبی ﷺ؟ قالت: الدائم، قال: قلت: فی ای حین کان یقوم؟ قالت: کان یقوم اذا سمع الصارخ۔ (1)

شعبہ سے روایت ہے، ان سے اشعث نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انھوں نے بیان کیا کہ میں نے مسروق سے سنا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کون سا عمل نبی ﷺ کو سب سے زیادہ پسند تھا؟ فرمایا: جس پر مداومت ہو۔ انھوں نے کہا، میں نے عرض کیا: نبی ﷺ (رات میں تہجد کے لیے) کس وقت کھڑے ہوتے تھے؟ فرمایا: جب مرغ کی آواز سنتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ اور نماز تراویح

دیگر روایات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے، جبکہ تراویح کو آپ ﷺ نے رات کے اول حصہ میں پڑھا ہے، مشکوٰۃ شریف میں ہے:

عن أبی ذر، قال: صمنا مع رسول ﷺ، فلم یقم بنا شیئاً من الشهر حتی بقی سبع، فقامت بنا حتی ذهب ثلث اللیل، فلما كانت السادسة لم یقم بنا، فلما كانت الخامسة قام بنا، حتی ذهب شطر اللیل فقلت: یا رسول اللہ! لو نفلتنا قیام هذه اللیلة؟ فقال: ان الرجل اذا صلی مع الامام حتی ینصرف، حسب له قیام لیلة. فلما كانت الراجعة لم یقم بنا حتی بقی ثلث اللیل، فلما كانت الثالثة، جمع

(1) صحیح البخاری، کتاب الرقاق، بالقصد والمداومة علی العمل، حدیث: ۶۲۶۱، راجع: ۱۱۳۲

اہلہ والنساء والناس، فقام بنا حتی خشینا ان یفوتنا الفلاح۔ قلت: وما الفلاح؟ قال السحور ثم لم یقم بنا بقیة الشهر۔ (۱)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزے رکھے، آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں کیا، حتیٰ کہ سات دن باقی رہ گئے (اور مہینہ انتیس کا تھا) پس آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام کیا (۲۷/ویں رات کو) یہاں تک کہ تہائی رات گزر گئی۔ پس جب چھٹی رات آئی (یعنی مہینہ کے آخر سے شمار کرتے ہوئے، یعنی انتیس والے مہینہ میں ۲۴ ویں رات) تو قیام نہیں کیا آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ۔ پھر جب اسی حساب سے پانچویں رات، جو کہ فی الحقیقت ۲۵ ویں ہے، آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام کیا، یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی، تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کاش کہ ہمارے لیے اس رات میں مزید قیام فرماتے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے، یہاں تک کہ امام فارغ ہو جائے اس کے حق میں ساری رات کا قیام لکھا جاتا ہے (اگرچہ ساری رات قیام نہ کیا ہو)۔ پھر جب اسی حساب سے چوتھی رات آئی، جو کہ چھبیسویں تھی آپ ﷺ نے قیام نہیں فرمایا ہمارے ساتھ، یہاں تک کہ تہائی رات باقی رہی پھر جب تیسری رات آئی جو کہ ستاسویں تھی، آپ ﷺ نے اپنے کنبہ اور اپنی بیویوں کو اور تمام لوگوں کو جمع کیا اور ہمارے ساتھ قیام کیا، یہاں تک کہ ہم ڈرے کہ ہم سے فلاح فوت ہو جائیگی۔ میں نے عرض کیا: فلاح سے مراد کیا ہے؟ فرمایا: سحری۔ پھر آپ ﷺ نے باقی مہینہ میں

(۱) مشکاة المصابیح، کتاب الصلاة، باب: قیام شہر رمضان، حدیث: ۱۲۹۸، وقال الألبانی: سندہ صحیح، اخر جہا بوداود، کتاب شہر رمضان، باب: فی قیام رمضان، حدیث: ۱۳۷۵، والترمذی، کتاب الصوم، باب: ما جافی قیام شہر رمضان، حدیث: ۸۰۶، وقال ابو عیسیٰ: هذا حدیث حسن صحیح، والنسائی، کتاب قیام اللیل وتطوع النهار، باب: قیام شہر رمضان حدیث: ۱۶۰۵، وابن ماجہ، کتاب اقامة الصلاة، باب: ما جاء فی قیام شہر رمضان، حدیث: ۱۳۲۷

ہمارے ساتھ قیام نہیں کیا۔ (یعنی ۲۸ اور ۲۹ کو)

پہلی اور دوسری دفعہ میں تو نصف لیل تک فراغت پائی اور تیسرے دن اوّل سے لیکر اخیر شب تک نماز ادا فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں مختلف نمازیں ہیں اور رسول اللہ ﷺ تہجد کو ہمیشہ منفرداً پڑھتے تھے، کبھی بتداعی جماعت نہیں فرمائی، اگر کوئی شخص آ کر شریک نماز ہو گیا تو مضائقہ نہیں، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک دفعہ آپ ﷺ کے پیچھے آ کر کھڑے ہو گئے تھے، بخلاف تراویح کے کہ اس کو چند بار تداعی کے ساتھ باجماعت ادا کیا، جیسا کہ اسی ابو ذرؓ والی حدیث سے واضح ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں نمازیں جدا گانہ ہیں اور رسول اللہ ﷺ تہجد کے لیے تمام رات کبھی نہیں جاگے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

واعلم ما رأيت نبی الله ﷺ قرأ القرآن كله في ليلة واحدة، ولا صلى ليلة الى الصبح الخ.

میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک ہی رات میں مکمل قرآن کریم پڑھا ہو یا ساری رات نماز پڑھی ہو، صبح تک۔

مرتب کو باوجود تلاش بسیار کے بعینہ ان الفاظ تک رسائی نہ ہو سکی، بلکہ درج ذیل مضمون جمع الفوائد میں نظر سے گزرا؛

وكان اذا صلى صلاة أحب أن يداوم عليها، وكان اذا غلبه نوم أو وجع عن قيام الليل، صلى من النهار ثنتي عشرة ركعة، ولا أعلمه قرأ القرآن كله في ليلة، ولا صلى ليلة الى الصبح، ولا صام شهراً كاملاً غير رمضان. (1)

(1) جمع الفوائد: ۲/۴۷۲ بحوالہ جامع الاصول: ۹۹/۴، مسلم فی صلاة المسافرين، حدیث:

۴۶ بلفظہ مطولاً، وابدود فی الصلاة، حدیث: ۳۴۲ مثله مطولاً، والنسائی فی قیام اللیل، حدیث:

اور ان کی یہ تجدید نماز تہجد میں ہے اس لیے کہ نماز تراویح کی میں صبح تک نماز پڑھنا روایت ابو ذر سے خود ثابت ہو چکا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خود اس کا علم ہے، اس لیے کہ آپ ﷺ نے اپنی سب اہل و نساء کو جمع فرمایا تھا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا نے تمام رات جاگ کر نماز پڑھنے کا جو انکار فرمایا اس پر یہ کہنا کہ انھیں علم نہیں یا نسیان ہوا۔۔۔ نہایت بے جا ہے، بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے تمام رات نماز پڑھنے کا انکار نماز تہجد کے لیے فرمایا ہے، اس لیے کہ راوی حدیث، سعد بن ہشام، نماز تہجد کے متعلق ہی دریافت کر رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہا نے اسی باب میں یہ جواب عنایت فرمایا تھا، چنانچہ مسلم میں روایت موجود ہے۔ تراویح کا یہاں ذکر ہی نہیں تھا، علیٰ ہذا جوابو سلمہ نے قیام رمضان کے متعلق دریافت کیا تو وہاں بھی اس سے مراد ماہ رمضان کا تہجد ہے، غرض ان کی یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کا تہجد، رمضان میں بنسبت دیگر مہینوں سے زیادہ ہوتا تھا یا نہیں؟ بخاری شریف میں ہے:

عن ابی سلمة بن عبد الرحمن أخبرہ: انه سأل عائشة رضي الله عنها: كيف كانت صلاة رسول الله ﷺ في رمضان؟ فقالت: ما كان رسول الله ﷺ يزيد في رمضان ولا في غيره على إحدى عشرة ركعة، يصلي أربعاً، فلا تسئل عن حسنهن و طولهن، ثم يصلي أربعاً، فلا تسئل عن حسنهن و طولهن، ثم يصلي ثلاثاً. قالت عائشة: فقلت: يا رسول الله! أتنام قبل ان توتر؟ فقال: يا عائشة، ان عيني تنامان، ولا ينام قلبي۔ (1)

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے، انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

(1) صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب: قیام النبی ﷺ فی رمضان وغیرہ، حدیث: ۱۱۴۷

وانظر: ۳۵۶۹، ۲۰۱۳، ۱۱۴۰، وأخرجہ مسلم، حدیث: ۴۳۸، ابوداؤد، حدیث: ۱۳۴۱،

الترمذی، حدیث: ۴۳۹، النسائی، حدیث: ۱۶۹۷

عنها سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی رمضان میں نماز یعنی (نماز تہجد) کیسی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات پر (کوئی) زیادتی نہیں فرماتے تھے۔ آپ ﷺ چار رکعت پڑھتے، پس ان کا حسن اور درازی نہ پوچھیے، پھر چار رکعات پڑھتے تھے، پس ان کا حسن اور درازی نہ پوچھیے، پھر تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔ میں (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں، میرا دل نہیں سوتا۔

کیونکہ ظاہر متبادر اس حدیث سے یہ ہے کہ ابوسلمہ نے خاص قیام رمضان کا سوال کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ فرمایا کہ رمضان میں کوئی خاص نماز نہیں تھی، رمضان وغیر رمضان میں ہر روز گیارہ رکعات پڑھتے تھے، اس سے زیادہ کبھی نہیں پڑھتے اور ہیئت پڑھنے کی یہ تھی کہ چار رکعات پڑھی اور سو گئے، پھر چار رکعات پڑھی اور سو گئے، پھر تین رکعات وتر پڑھی، اور دائماً یہی عادت مبارک تھی۔ رمضان وغیر رمضان، کسی میں اس کے خلاف نہیں تھا۔ پس اس کے یہی معنی ہیں، تو یہ حدیث بہت سی روایات کے معارض ہوتی ہے اور واقع کے بھی خلاف ہے، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود ہی تیرہ رکعات بھی روایت فرماتی ہیں، چنانچہ مؤطا امام مالک میں ہے:

عن عائشہ ام المومنین قالت: کان رسول اللہ ﷺ یصلی باللیل ثلاث عشرة رکعة، ثم یصلی اذا سمع النداء بالصبح برکعتین خفیفتين۔ (1)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ تیرہ رکعات پڑھتے تھے، پھر جب صبح کی اذان سنتے تو دو ہلکی رکعتیں (فجر کی سنتیں) پڑھتے۔

(1) مؤطا امام مالک، کتاب صلاة اللیل، حدیث: ۵۲۱، أخرجه البخاری: ۱۷۰۱ و مسلم: ۷۲۴،

تیرہ رکعات کی صراحت

ایک دوسری روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یوں فرماتے ہیں:

فقام فصلى، فقامت عن يساره، فاخذ بيدى فادارنى عن يمينه، فتامت
صلوة رسول الله ﷺ ثلاث عشرة ركعة، ثم اضطجع، فنام حتى نفخ الخ- (1)
پس رسول اللہ ﷺ اٹھے اور نماز پڑھی، میں آپ کے دائیں طرف کھڑا ہوا تو
آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور داہنی طرف پھیر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے کل
۱۳ رکعات پڑھیں، پھر سو گئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے سانس مبارک کی آواز
معلوم ہوتی تھی۔

اور ایک روایت میں ہیں:

عن زيد بن خالد الجهني، انه قال: لا راقن صلاة رسول الله صلى الله عليه
وسلم الليلة، فصلى ركعتين خفيفتين، ثم صلى ركعتين طويلتين، طويلتين،
طويلتين، ثم صلى ركعتين، وهما دون اللتين قبلهما، ثم صلى ركعتين، وهما
دون اللتين قبلهما، ثم صلى ركعتين، وهما دون اللتين قبلهما، ثم اوتر، فذلك
ثلاث عشرة ركعة. (2)

حضرت خالد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز
دیکھنے کا ارادہ کیا (تو میں نے دیکھا کہ) آپ ﷺ نے دو رکعتیں خفیف پڑھیں،
پھر دو رکعتیں بہت طویل، پھر اور دو رکعتیں پہلی والی سے خفیف پڑھیں پھر اور دو، اور
وہ خفیف تھیں اپنی پہلی والی سے، پھر اور دو ایسی ہی، پھر اور دو ایسی ہی، پھر اس نماز

(1) صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب الدعاء فی صلاة اللیل وقیامہ، حدیث:

۷۶۳، أخرجه البخاری: ۶۳۱۶ و ۸۵۹ و ۲۸ و ۷۳

(2) صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب: الدعاء فی صلاة اللیل وقیامہ، حدیث: ۷۶۵

کے ساتھ وتر ملائے، پس یہ سب تیرہ رکعتیں ہوں۔

یہ تینوں احادیث، عدد رکعات اور ہیئت اداء، دونوں میں حدیث عائشہؓ کے خلاف ہیں اور اوپر حدیث ابو ذرؓ سے معلوم ہوا کہ تین روز جو نماز آپ ﷺ نے رمضان المبارک میں پڑھی، اگرچہ اس کے عدد رکعات معلوم نہیں مگر ہرگز اس میں چار چار رکعات پڑھ کر آپ نہیں سوئے اور تین روز دوسرے رمضان میں جو نماز جماعت کے ساتھ پڑھی، اس میں بھی یہ ہیئت ثابت نہیں ہوئی، اور حدیث میں رمضان کی عبادت میں جوشدّت اجتہاد مذکور ہے، وہ بھی اس کے خلاف ہے، کیونکہ جب تمام مہینوں کی رات کی نماز برابر تھی تو شدّت اجتہاد کے کیا معنی؟ اور جن روایتوں میں آیا ہے کہ رمضان میں، خصوصاً عشرہ اخیرہ میں نہیں سوئے تھے، وہ بھی اس کے خلاف ہے۔

رمضان کے آخری عشرہ میں شدّت اجتہاد

چنانچہ بخاری میں ہے:

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: کان النبی ﷺ إذا دخل العشر شد منظرہ، واحیا لیلہ، وایقظ اہلہ۔ (1)

جب (رمضان کا) آخری عشرہ آتا، تو نبی اکرم ﷺ مضبوطی سے اپنا تہبند باندھ لیتے (یعنی مستعد ہو جاتے) اور ان راتوں میں خود بھی عبادت کا اہتمام فرماتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے تھے۔
اور بیہقی نے روایت کیا ہے:

عن عائشة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنها قالت: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، إذا دخل شهر رمضان شد منظرہ، لم یأت فراشہ حتی ینسلخ۔ (2)

(1) صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۰۲۴، آخر جہ مسلم: ۱۱۷۴

(2) شعب الایمان، رقم الحدیث: ۳۳۵۲

وفی حاشیتہ: اسناد ۵: رجالہ ثقات الا أن المطلب بن عبد اللہ۔۔ وهو ابن حنطب المخزومی۔۔ کثیر الارسال والتدلیس، وقد عنعن۔ وقال أبو حاتم: لم يدرك عائشة۔ (المرا سیل: ۱۶۵) عمر هو ابن أبی عمرو۔ والحديث أخرجه ابن خزيمة في صحيحه (رقم: ۲۲۱۶) عن الربيع بن سليمان، بنفس الاسناد.

جب رمضان کا مہینہ آتا تو آپ ﷺ اپنا تہبند (مضبوطی سے) باندھ لیتے اور اپنے بستر پر تشریف نہیں لاتے تھے، یہاں تک کہ رمضان گزر جائے۔
ان دونوں حدیثوں سے رمضان کی عبادت میں زیادہ اہتمام و کوشش کرنا اور رات بھر عبادت میں مشغول رہنا ثابت ہوتا ہے نہ کہ رمضان وغیر رمضان میں مساوات، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو رسول ﷺ کے تہجد کا بیان سعد بن ہشام سے کیا، وہ بھی اس روایت کے خلاف ہے۔

گیارہ رکعات کی صراحت

چنانچہ ایک طویل روایت میں یوں ہے:

کنا نعد له سواكه، و طهوره، فيبعثه الله متى شاء، فيتسوك، ويتوضأ، ويصلي تسع ركعات لا يجلس الا في الثامنة، فيذكر الله، ويحمده (ويدعو، ثم ينهض ولا يسلم، ثم يقوم فيصلي التاسعة، ثم يقعد فيذكر الله ويحمده) ويدعوه ويسلم تسليماً يسمعا، ثم يصلي ركعتين وهو قاعد، فتلك احدى عشرة ركعة يابني. (۱)

وفی حاشیتہ: ما بین المعکوفین ساقط فی الأصل أخرجه فی جامع الأصول (۴۱۹۹)، مسلم فی صلاة المسافرين (رقم الحديث:

۱، ۴۶/۲۵۵-۲۵۶) بلفظہ مطولاً، و ابوداود فی الصلاة (رقم الحدیث: ۱، ۱۳۴۲/۱۸۹) مثله مطولاً، والنسائی فی قیام اللیل (رقم الحدیث: ۱، ۱۷۲۱/۱۹۳) مختصراً۔ الخ

ہم رسول اللہ ﷺ کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے اور جب اللہ تعالیٰ آپ کو جگاتے (یعنی آپ ﷺ جب بیدار ہوتے) تو مسواک کرتے اور وضو کرتے اور ۹ رکعتیں پڑھتے۔ آپ ﷺ ان میں نہیں بیٹھتے تھے مگر آٹھویں (یعنی وتر کی دو رکعت کے بعد اور تیسری کی پہلی) رکعت میں۔ پھر اللہ کا ذکر کرتے اور ثنا کرتے اور دعا مانگتے تھے۔ پھر کھڑے ہوتے اور سلام نہیں پھیرتے تھے اور نویں رکعت پڑھتے، قعدہ کرتے، اللہ کا ذکر کرتے، ثنا کرتے اور دعا مانگتے، پھر سلام پھیرتے، اس طرح کہ ہمیں سنائی دیتا تھا۔ سلام کے بعد بیٹھ کر دو رکعات پڑھتے تھے۔ اس طرح اے بیٹے! یہ کل گیارہ رکعتیں ہو گئیں۔

اس روایت سے گیارہ رکعات پر زیادتی نہ کرنا اور خاص ہیئت کا اہتمام مخدوش ہوتا ہے، لہذا الحق یہ ہے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ ابو سلمہ نے بایں وجہ کہ رمضان میں آپ ﷺ کا عبادت میں کوشش کرنا، دیگر ایام یا مہینوں سے زیادہ ہوتا تھا، تہجد رمضان کے متعلق پوچھا کہ آیا رمضان میں آپ کا تہجد بنسبت دیگر ایام کے زیادہ ہوتا تھا یا نہیں؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے زیادہ کی نفی فرمائی۔ نماز تراویح سے اس میں کچھ بحث نہیں، نہ سوال میں، نہ جواب میں۔ اور گیارہ رکعات کا ذکر اکثر یہ ہے نہ کہ کلیہ، یعنی اکثر آپ کے تہجد کی گیارہ رکعات ہوتی تھیں، اگرچہ احیاناً اس سے زیادہ بھی پڑھی ہیں۔ اس طرح نہ اس حدیث میں احیاناً زیادہ تہجد کی نفی ہے اور نہ رمضان کے قیام کا ذکر، جو کہ تہجد کے علاوہ ہے، بلکہ ذکر ان عدد رکعات کا ہے جو اکثر اوقات تہجد رمضان وغیر رمضان میں ہوتا تھا۔

اس کے بعد یہ جملہ 'یصلیٰ اربعاً الخ (چار رکعات پڑھتے تھے)' یہ دوسرا امر ہے، جس سے آپ ﷺ کی قوتِ عبادت پر تنبیہ منظور ہے کہ نوم و یقظہ (سونا اور جاگنا) آپ کے اختیار میں تھا، کہ جب چاہیں بیدار ہو جائیں اور جب چاہیں سو جائیں، اور آپ احیاناً (کبھی کبھار) ایسا کرتے تھے۔ اس ہیئت کو نہ کوئی خصوصیت رمضان سے ہے نہ لزوم اُن رکعات سے، بلکہ یہ بعض اوقات کی حالت کا بیان ہے اور یہ مستقل جملہ ہے۔ کیونکہ بلاغت میں قاعدہ مقرر ہو چکا ہے کہ جملہ کا عطف جملہ پر اس وقت کرتے ہیں، جب دو جملوں میں بعض وجہ سے اتصال اور بعض وجہ سے انفصال ہو۔ اگر بالکل اتصال ہو یا بالکل انفصال ہو، تو حرفِ عطف ذکر نہیں کرتے۔ پس یہاں حرفِ عطف ذکر نہ کرنا بوجہ کمالِ انفصال ہے، نہ کہ بوجہ کمالِ اتصال۔ چونکہ بیان شدتِ اجتہاد کا تھا، اس وجہ سے اس کلام کو آپ ﷺ نے ذکر کیا ورنہ جواب ان کے سوال کا، جو کہ رمضان کے تہجد کی رکعات کے متعلق تھا، وہ تمام ہو چکا تھا۔

پس اس تقریر کے بعد نہ احادیث سے زیادہ کا معارضہ باقی رہا نہ ہیئت کا اور نہ احیاءِ تمام لیل کا۔ سب احادیث مطابق واقع کے اور باہم موافق ہو گئیں اور یہی مراد حضرت عائشہؓ صدیقہ کی ہے۔

نتیجہ

معلوم ہوا کہ تمام شب نماز نہ پڑھنا، یہ تہجد کے واسطے ہے اور پڑھنا تراویح کے واسطے اور بخاری نے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جماعتِ تراویح کو، جو اوّل وقت میں حضرت ابی کرار ہے تھے اور یہ جماعت خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مقرر کرائی ہوئی تھی۔۔۔ دیکھ کر فرمایا:

واللّٰی تنامون عنها افضل من اللّٰی تقومون

وہ نماز، جس سے تم سو جاتے ہو (تہجد) اس نماز (تراویح) سے افضل ہے۔

اس سے بھی اگر دونوں نمازوں کی مغایرت نکالی جائے تو بعید نہیں، کیونکہ معنی اس قول کے یہ ہیں کہ جس نماز سے تم سوئے رہتے ہو یعنی تہجد، جو کہ آخر رات میں ہوتی ہے، وہ اس نماز سے افضل ہے، جو کہ تم پڑھتے ہو، یعنی تراویح سے۔ اس لیے کہ تراویح کو اول وقت میں پڑھتے تھے اور چونکہ یہ لوگ تراویح کو پڑھ کر تہجد کے لیے نہیں اٹھتے تھے، اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں تہجد پڑھنے کی ترغیب دلائی کہ افضل کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔ لہذا اول وقت میں تراویح اور آخر وقت میں تہجد ادا کریں، ورنہ اس تراویح کو ہی اخیر وقت میں پڑھیں کہ تراویح کی فضیلت بھی حاصل ہو جائے اور آخر وقت کی تراویح سے تہجد بھی حاصل ہو جائے کہ بتداخل صلاتین (ایک نماز میں دو نمازوں کی نیت کر لینے کی صورت میں) دونوں نمازوں کا ثواب ملتا ہے، اور اس سے (تہجد کے) وقت کی فضیلت بھی معلوم ہوگئی۔

عن عبد الرحمن بن عبد القاری انه قال: خرجت مع عمر بن الخطاب رضي الله عنه ليلة في رمضان الى المسجد، فاذا الناس اوزاع متفرقون، يصلي الرجل لنفسه، ويصلي الرجل فيصلي بصلاته الرهط، فقال عمر: اني اري لو جمعت هؤلاء على قارئ واحد لكان امثل، ثم عزم فجمعهم على ابي بن كعب، ثم خرجت معه ليلة اخرى والناس يصلون بصلاة قارئهم، قال عمر: نعم البدعة هذه، والتي تنامون عنها افضل من التي يقومون ----- يريد آخر الليل ----- وكان الناس يقومون اوله. (1)

چنانچہ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے، اور یہ جناب رسول اللہ ﷺ کے فعل سے صراحتہً ثابت نہیں ہوا کہ جب آپ ﷺ نے رات کے اول حصہ میں تین روز تراویح پڑھی تو اخیر وقت میں تہجد پڑھایا نہیں؟ واللہ اعلم۔

صحابیؓ کا فعل

مگر بعض صحابہ کے فعل سے اس کا نشان ملتا ہے، چنانچہ قیس بن طلق سے روایت ہے:
عن قیس بن طلق قال: زارنا طلق بن علی فی یوم من رمضان وامسى عندنا و افطر ثم قام بنا تلک اللیلة و اوتر بنا ثم انحدر الی مسجدہ فصلی بأصحابہ حتی اذا بقی الوتر قدم رجلاً فقال: اوتر باصحابک فانی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول 'لا وتران فی لیلة'۔ (1)

قیس بن طلق نے کہا کہ رمضان کے دن میں طلق بن علی نے ہماری زیارت (ملاقات) کی اور شام کو ہمارے پاس ہی افطار کیا، پھر ہمارے ساتھ اس رات میں قیام کیا اور وتر پڑھے، پھر اپنی مسجد میں گئے اور اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی، یہاں تک کی وتر باقی رہ گئے۔ پھر کسی آدمی کو آگے کیا اور کہا کہ اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھا دو، اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”ایک رات میں دو دفعہ وتر نہیں ہیں۔“

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ طلق بن علی نے اولاً لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے فعل کے مطابق اول وقت میں تراویح ادا کی اور وتر بھی اس کے ساتھ پڑھے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے فعل سے ثابت ہے، اور اس کے بعد اپنی مسجد جا کر آخر وقت میں تہجد ادا کیا اور اس کے ساتھ وتر نہیں پڑھے اور مقتدیوں کو حکم دیا کہ تم اپنے وتر پڑھ لو اور چونکہ رسول اللہ ﷺ تہجد کے ساتھ وتر پڑھتے تھے، لہذا وہ مقتدی تہجد گزار کے ساتھ وتر پڑھنا چاہتے تھے۔

چند نکات

اس سے معلوم ہوا کہ دونوں وقت میں نماز پڑھی گئی اور صحابہ اتباع رسول اللہ ﷺ میں نہایت سرگرم تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے دوسرے وقت میں تہجد پڑھا ہوگا، اور یہ جو بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتی ہے:

إذا دخل العشر شد مئذره، أحيا ليله، وأيقظ أهله۔۔۔ الحديث
اس سے تین امر ثابت ہوتے ہیں:

اول: یہ کہ ان ایام میں رسول اللہ ﷺ تمام رات جاگے ہیں، اس لیے کہ احیاء لیلہ وہیں بولا جاتا ہے جب کہ تمام رات جاگیں۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو تمام رات جاگنے کا انکار کیا ہے وہ تہجد کی نسبت ہے نہ کہ مطلقاً، اس لیے کہ اس بیان میں وہ خود تمام رات جاگنے کو ارشاد فرماتی ہیں۔

دوم: یہ کہ جن دو شب میں رسول اللہ ﷺ نے تراویح کو ثلث لیل تک پڑھا تھا، اس میں نصف شب کے بعد آپ سوئے نہیں، کیونکہ وہ رات بھی عشرہ میں داخل تھیں۔ پھر نصف شب کے بعد غالب گمان یہ ہے کہ نوافل پڑھیں اور وہ تہجد تھے، کیونکہ آپ کی عادت رات کو نماز ہی پڑھنے کی تھی، بیٹھ کر ذکر کرنا یا قرآن پڑھنا معتاد نہیں، اس سے بھی اختلاف دونوں نمازوں کا مظنون ہوتا ہے۔

سوم: یہ کہ آپ ﷺ نے تراویح ہمیشہ پڑھی، اس طور پر کہ اوّل شب میں جو کچھ پڑھتے تھے وہ تراویح تھی اور آخر شب میں تہجد۔ لہذا تراویح بھی سنت مؤکدہ ہوئی اور جو کچھ آپ ﷺ نے فرض ہونے کے خوف سے ترک کیا تھا وہ جماعت بتداعی تھی نہ کہ نفس تراویح۔

الحاصل

ان سب وجوہ سے مغایرت تہجد و تراویح کی ظاہر ہے، مگر ہاں ایک نماز دوسرے کی قائم مقام ہو سکتی ہے کہ اگر تہجد کے وقت میں تراویح پڑھی جائے تو تہجد بھی ادا ہو جائیگی اور یہ امر سب نوافل میں ہے۔ مثلاً: اگر ضحیٰ کے وقت نمازِ کسوف پڑھی جائے تو وہ نماز ضحیٰ کے قائم مقام ہو جاتی ہے، اور اگر خسوفِ قمر کی نماز تہجد کے وقت میں پڑھی جائے تو تہجد بھی ادا ہو جاتا ہے، اگرچہ بحیثیتِ تراویح۔ تراویح، تہجد سے جدا نماز ہے اور نمازِ کسوف، نمازِ ضحیٰ سے اور نمازِ خسوف نمازِ تہجد سے، مگر ثواب ہر دو کا حاصل ہو جاتا ہے۔ علیٰ ہذا وقتِ ضحیٰ ایک ہے اور اس کے فضائل میں احادیث وارد ہیں اور اول وقت اور آخر وقت دونوں میں رسول اللہ ﷺ سے نماز ثابت ہے اور ہر دو نماز علاحدہ ہیں، مگر ایک کے پڑھنے سے حدیث میں وارد دونوں نمازوں کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔ لہذا اگر رسول اللہ ﷺ نے تمام رات نمازِ تراویح پڑھی تو تہجد کا بھی اس میں تداخل ہو گیا، اور اگر ثلث شب تک پڑھی یا نصف شب تک بجماعت نماز پڑھی تو باقی شب میں منفرداً نماز ادا ہونا بظن غالب معلوم ہوتا ہے، مگر کسی راوی نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۱)

اللہم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه، وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه

تاریخ تبویب و تخریج

تاریخ تحریر

از

از

ندیم احمد بن محمد یامین انصاری غفرلہما

قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

۱۶/شوال المکرم، ۱۴۳۴ھ

۱۶/شوال المکرم، ۱۳۱۵ھ

مصادر و مراجع

(۱) القرآن الکریم۔

(۲) صحیح البخاری للامام محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ

(۳) صحیح مسلم للامام مسلم بن الحجاج النیساپوری رحمۃ اللہ علیہ

(۴) سنن أبی داؤد للامام سلیمان بن الأشعث السجستانی رحمۃ اللہ علیہ

(۵) سنن الترمذی للامام محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ

(۶) سنن النسائی للامام شعیب النسائی رحمۃ اللہ علیہ

(۷) سنن ابن ماجہ للامام محمد بن یزید القزوینی رحمۃ اللہ علیہ

(۸) شعب الایمان للامام أبی بکر أحمد بن الحسین البیہقی رحمۃ اللہ علیہ

(۹) جامع الاصول فی احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم للامام مجد الدین

الجزری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰) المراسیل للامام ابن أبی داؤد۔

(۱۱) مشکاة المصابیح للامام تبریزی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) جمع الفوائد۔

(۱۳) ہدی الساری مقدمہ فتح الباری لابن حجر رحمۃ اللہ علیہ

(۱۴) طحطاوی علی مراقی الفلاح للطحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۵) تالیفات رشیدیہ للکنکوہی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۶) فتاویٰ رشیدیہ للکنکوہی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۷) أحسن الفتاوى للدهيانوى رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸) ترتيب القاموس المحيط۔

(۱۹) المعجم الوسيط۔

(۲۰) القاموس الوحيد للکیرانوى رحمۃ اللہ علیہ

(۲۱) بیان اللسان۔